بجٹ تقریر 23-2022

قومی اسمبلی 10 جون 2022ء
☆☆☆

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم
☆☆☆☆

حصہ اول

جناب اسپیکر!

-1 میرے لیے یہ امر باعث اعزاز ہے کہ میں ایوان میں Coalition Government کا پہلا بجٹ پیش کر رہا ہوں۔ یہ ایک ایسی coalition ہے جس کو پچھلے انتخابات میں رائے عامہ کے 60 فیصد سے زائد کی حمایت حاصل ہے۔ اس حکومت میں وفاق کی تمام اکائیوں کی نمائندگی ہے۔ لہٰذا ملکی معیشت کے بارے میں کئے جانے والے فیصلوں کو قوم کی وسیع تر حمایت حاصل ہے۔

-2 حکومت کو گزشتہ پونے چار سال کی بری کارکردگی کی وجہ سے پیدا ہونے والی ابتر معاشی صورتحال بہتر بنانے کا مشکل چیلنج درپیش ہے۔ گزشتہ حکومت مسلسل پونے چار سال تک پاکستان اور

اس کے عوام سے جانے کس چیز کا بدلہ لیتی رہی۔ ان کی عاقبت نااندیشی کی بناء پر سماجی ڈھانچہ متاثر ہوا، معاشی ترقی رک گئی اور قومی اتحاد تتر بتر ہو گیا۔ اس عرصے میں معاشی بدانتظامی عروج پر تھی جس کی وجہ سے عام آدمی بری طرح متاثر ہوا، روپے کی قدر میں بے تحاشا کمی دیکھنے میں آئی جس کی بناء پر ہر چیز کی قیمت بڑھ گئی۔ اس طرح غریب اور متوسط طبقے کی زندگی اجیرن ہو گئی۔

3- پچھلے پونے چار سال میں ایک ناتجربہ کار ٹیم نے ملکِ عزیز کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ ہر سال ایک نیا آدمی بجٹ پیش کرتا اور ہر سال بلکہ سال کے دوران حکومت کی معاشی پالیسی بدل جاتی جس کی وجہ سے سرمایہ کاروں اور development partners کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی۔ یہ لوگ بات کر کے مکر جانے کے ماہر ہیں۔ پاکستان کے لوگوں نے تو ہر مرحلے پر ان کے u-turn دیکھے ہی تھے مگر اپنی اس عادت سے مجبور ہو کر انہوں نے عالمی برادری اور عالمی مالیاتی اداروں کے سامنے بھی بار بار موقف بدلنے کی عادت اپنائی۔ اس لیے IMF کا پروگرام جو اس برس ختم ہونا تھا فروری میں suspend ہو چکا تھا اور وہ بنیادی اصلاحات جو 2019 میں ہونی تھیں ابھی تک نہیں ہوئیں۔

4- معیشت کے structural بگاڑ کو درست کرنے کے لیے بنیادی reforms کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کا ایک فوری منفی ردعمل بھی دیکھنے میں آتا ہے مگر معیشت مضبوط بنیادوں پر استوار ہو جاتی ہے۔ گذشتہ حکومت ایسے اقدامات کرنے سے دامن چراتی رہی۔ اس لیے وہ ساری reforms مؤخر ہوتی رہیں جن کی وجہ سے آج معیشت اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکی اور خوشحالی ہم سے دور ہو گئی۔

5- موجودہ حکومت کے پاس بہت کم وقت ہے۔ ہم بڑی آسانی سے ان تبدیلیوں کو آئندہ حکومت پر ڈال سکتے تھے۔ لیکن اس میں ملک کا نقصان تھا۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ساری تبدیلیاں کی جائیں گی جن سے معیشت اور ملک کا فائدہ ہو گا۔ ہم نے یہ جانتے ہوئے حکومت میں آنے کا فیصلہ کیا کہ معیشت خراب حالت میں ہے۔ ہمارے پاس دو آپشن تھے۔ ایک تو یہ کہ ملک کو اسی حالت میں چھوڑتے اور نئے الیکشن کا اعلان کر دیتے مگر اس طرح معیشت کا بیڑا

غرق ہو جاتا اور ملک کو دوبارہ پٹڑی پر چڑھانا مزید مشکل ہو جاتا۔ اس لئے ہم نے دوسرا راستہ اپنایا اور مشکل فیصلے کرنا شروع کئے۔ یہ ایک مشکل راستہ ضرور ہے لیکن دیرپا ترقی کا راستہ صرف یہی ہے۔ ہم نے پہلے بھی یہ کیا ہے۔ ہم کر سکتے ہیں اور ہم کر کے دکھائیں گے ۔ انشااللہ۔

We have done it before, we can do it, we will do it.

6- ہم نے ہمیشہ قومی مفاد کو اپنے سیاسی مفاد پر ترجیح دی ہے۔ اس وقت بھی ہماری اولین ترجیح معاشی استحکام (Stability) ہے۔ ہماری معیشت کا ایک بنیادی مسئلہ یہ رہا ہے کہ اکثر معاشی ترقی کی شرح 3 اور 4 فیصد کے درمیان رہتی ہے جو ہماری آبادی میں اضافے کی شرح سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس کے برعکس جب معاشی ترقی کی شرح 5 یا 6 فیصد سے اوپر جاتی ہے تو کرنٹ اکاؤنٹ کا خسارہ قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم معیشت کو چلانے کے لیے امیر طبقے کو مراعات دیتے ہیں جس سے درآمدات بڑھ جاتی ہیں جبکہ برآمدات وہیں کھڑی رہتی ہیں۔ یہی پچھلے سال بھی ہوا بلکہ تقریباً ہر دفعہ ہوا۔ اس لیے ہمیں کوئی نئی سوچ اپنانا ہوگی اور ایک قوم کے طور پر اس کا حل نکالنا ہوگا۔ ہمیں معیشت کو چلانے کے لیے کم آمدنی والے اور متوسط طبقے کو مراعات دینا ہوں گی جس سے domestic production بڑھے گی اور زراعت کو بھی ترقی ملے گی۔

7- ہمیں غریب کے معاشی حالات کو سنوارنا ہوگا اور غریب کو سہولتیں دینا ہوں گی تاکہ اس کی آمدن بڑھے۔ جب غریب کی آمدن بڑھتی ہے تو وہ ایسی اشیاء خریدتا ہے جو ملک کے اندر تیار ہوتی ہیں۔ ایسی consumer goods پر خرچ کی گئی رقم سے درآمدات نہیں بڑھتیں لیکن ملک کے اندر معاشی ترقی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے ہم مستقل بنیادوں پر inclusive ترقی کر سکتے ہیں۔

8- ہمیں معاشی ترقی کی بنیاد رکھنی ہوگی۔ ایسی مضبوط بنیاد جس پر sustainable growth کی شاندار عمارت تعمیر ہوسکے اور جو اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم دائم رہے۔ ہمیں ترقی کا فارمولا برآمدات بڑھانے پر مرکوز کرنا ہو گا۔ ہمیں زراعت، IT اور صنعتی برآمدات بڑھانا ہوں گی۔

ہمیں زرعی شعبے کی پیداوار میں اضافہ کرنا ہوگا اور اپنی برآمدات کی Competitiveness بڑھانا ہوگی تاکہ وہ عالمی منڈی میں دیگر ممالک کی مصنوعات کا مقابلہ کرسکیں۔ ہمیں ease of doing business کو بہتر بنانا ہوگا تاکہ مقامی اور بیرونی سرمایہ کار زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کریں۔ ہمیں مشینری اور خام مال کی درآمد کے بعد اس کی ویلیو میں اضافہ کر کے برآمد کرنا ہوگا۔ اس طرح جتنی درآمدات بڑھیں گی اس سے کہیں زیادہ برآمدات میں بھی اضافہ ہو گا۔

معاشی صورتِ حال اور منصوبہ بندی

جناب اسپیکر!

9۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ ہمیں تباہ حال معیشت کو درست راہ پر گامزن کرنے کا انتہائی مشکل چیلنج درپیش ہے۔ پچھلے پونے چار سال میں معاشی عدم استحکام جاری تھا۔ تاریخی مہنگائی، غیر ملکی زرمبادلہ کی مشکلات، زیادہ لاگت پر بے دریغ قرضوں کا حصول، لوڈشیڈنگ اور اوپر سے مسائل کا حل نکالنے میں ناکام سابقہ حکومت نے عوام کی زندگیوں کو مشکلات سے دوچار اور شکستہ حال بنا دیا۔

جناب اسپیکر!

10۔ گزشتہ پونے چار سال کی بدانتظامی کی وجہ سے پاکستان مہنگائی کے حساب سے دنیا کے بڑے ملکوں میں نمبر 3 پر ہے۔ ساڑھے سات کروڑ لوگ غربت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ ان میں دو کروڑ کا اضافہ پچھلے پونے چار برس میں ہوا جبکہ اسی دوران ساٹھ لاکھ لوگ بے روزگار ہوچکے ہیں۔ اپنی پونے چار سال کی مدت میں سابقہ حکومت نے 20,000 ارب روپے قرض لیا جو لیاقت علی خان اور خواجہ ناظم الدین سے لے کر ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو، میاں محمد نوازشریف، شاہد خاقان عباسی ااور جناب سپیکر آپ کے سمیت تمام وزرائے اعظم کی حکومتوں کے 71 سال میں لیے گئے قرضوں کے 80 فیصد کے برابر ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آمدن سے زیادہ خرچ کیا اور پاکستان کی تاریخ کے چار بلند ترین خسارے کے بجٹ پیش کیے۔ ان کا اوسط بجٹ خسارہ 8.6 فیصد کے قریب رہا۔ اس دوران سالانہ تقریباً 5 ہزار ارب روپے کا قرض بڑھایا گیا اور رواں مالی سال میں 5,100 ارب روپے کا خسارہ متوقع ہے۔ اسی طرح بجلی

کا گردشی قرضہ 1,062 ارب روپے سے بڑھ کر جو ہم مئی 2018ء میں چھوڑ کر گئے تھے، اب 2,500 ارب روپے ہو گیا ہے اور ملکی تاریخ میں پہلی بار گیس کے شعبے میں گردشی قرضہ دیکھنے میں آیا ہے جو مارچ 22-2021ء میں 1,400 ارب روپے تک پہنچ چکا ہے۔

11- میرے قائد میاں محمد نواز شریف کے دور میں مہنگائی کم سے کم کی گئی۔ مہنگائی کی شرح تقریباً 5 فیصد کے قریب تھی۔ جبکہ افراطِ زر کی کم سے کم شرح 3.9 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ پچھلے پونے چار سال کی بدانتظامی کی وجہ سے پاکستان ایک مستقل مہنگائی کی لہر میں ہے کیونکہ گزشتہ وزیراعظم کہتے تھے کہ میں پیاز اور ٹماٹر کی قیمتیں دیکھنے نہیں آیا بلکہ ملک کو عظیم بنانے آیا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ غریب آدمی کو مہنگائی کی چکی میں پیس کر کوئی ملک کیسے عظیم بن سکتا ہے۔

12- مجھے سمجھ نہیں آتی کہ عمران خان کی حکومت آتے ہی چینی اور آٹے کی قیمتیں کیوں بڑھ گئیں۔ 2013ء میں چینی کی قیمت 55 روپے فی کلو تھی اور 2018ء میں جب ہم گئے تو چینی کی قیمت 53 روپے فی کلو تھی۔ مگر پھر 2018ء کے بعد چینی کی قیمت کو پر لگ گئے اور وہ بڑھتے بڑھتے 140 روپے فی کلو سے تجاوز کر گئی۔ لیکن پھر وزیراعظم شہباز شریف آ گئے جو اسے واپس 70 روپے فی کلو پر کھینچ لائے ہیں۔ اسی طرح 2018ء میں جب ہم چھوڑ کر گئے تو آٹے کی قیمت 35 روپے فی کلو تھی جو نئے پاکستان میں بڑھ کر 80 روپے فی کلو ہو گئی۔ مگر پھر شہباز شریف آ گئے جنہوں نے یوٹیلٹی سٹورز اور بہت سی خصوصی دکانوں پر آٹا 40 روپے فی کلو فراہم کرنا شروع کیا۔ جب ہم گئے تو پاکستان چینی اور گندم برآمد کر رہا تھا مگر اب ہم یہ دونوں چیزیں درآمد کر رہے ہیں۔

13- گزشتہ دور میں مہنگائی کو بڑھانے میں توانائی کی قیمتوں کا بھی دخل ہے۔ ہم توانائی کا مسئلہ بڑی حد تک حل کر چکے تھے۔ توانائی کے اس بحران میں دوبارہ شدت لانے کی ذمہ دار پی ٹی آئی حکومت کی گزشتہ پونے چار سال کی غلط پالیسیاں اور فیصلے ہیں۔ انہوں نے ہمارے کیے ہوئے LNG کے سستے سودوں پر جھوٹے الزامات لگائے جس کی وجہ سے یہاں بیٹھے ہوئے بہت سے اکابرین کو جیل بھی کاٹنا پڑی۔ ہمیں یہ بھی گوارا ہوتا اگر یہ LNG سستے نرخوں پر لے آتے۔ مگر انہوں نے Covid کی وجہ سے میسر ہونے والے سستے ترین نرخوں پر long term معاہدے کرنے

کی بجائے مہنگے داموں Spot purchase کی۔ اسی وجہ سے ہمیں بھی فوری ضروریات کے لیے مہنگی LNG خریدنا پڑ رہی ہے۔ اس کے باوجود ہمارے اوپر الزام لگائے گئے اور مجھ سمیت ہمارے کئی معزز رہنماؤں کو جیلوں میں ڈالا گیا بلکہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو بھی اس میں گھسیٹا گیا اور وہ آج بھی پیشیاں اور عدالتیں بھگت رہے ہیں۔

14- فروری کے آخر میں جب عمران خان کی حکومت کو لگا کہ ان کی رخصت کے دن قریب ہیں تو انہوں نے coalition حکومت کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی جو دراصل ریاست پاکستان کی معیشت کے لیے بارودی سرنگیں تھیں۔ جس طریقے سے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کی گئی جبکہ حکومت پاکستان کا خزانہ قرض مانگ کر چل رہا تھا۔ ان کے اس قدم سے ہماری ریاست ایک سنگین اقتصادی بحران میں پھنس گئی ہے جس کو نکالنے کی کوشش اب تک جاری ہے۔

15- وزیراعظم شہباز شریف نے پٹرولیم کی قیمتوں کے پیش نظر کم آمدنی والے طبقہ کو تحفظ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ ان کی ہدایت پر 40 ہزار روپے ماہانہ سے کم آمدنی والے خاندانوں کو 2 ہزار روپے ماہانہ مدد دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو کہ جون 2022ء سے نافذ العمل ہے۔ اس سے تقریباً 8 کروڑ سے زائد لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ یہ امداد مالی سال 2022-23ء کے بجٹ میں شامل کر دی گئی ہے۔ اس میں ضروری نہیں کہ کسی کے پاس کار یا موٹر سائیکل ہو بلکہ جو عوام بس میں سفر کرتے ہیں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو مستحق افراد BISP میں پہلے سے رجسٹرڈ ہیں ان کو جون کے مہینے میں 2000 روپے کی اضافی ادائیگی automatically کی جا رہی ہے۔ ان میں مزید 60 لاکھ خاندانوں کو شامل کیا جا رہا ہے جن کو ہر مہینے دو ہزار روپے دیئے جائیں گے۔

16- 2013ء سے 2018ء کے درمیان پاکستانی کرنسی میں استحکام دیکھنے میں آیا۔ مگر پھر انتہا درجے کی معاشی بدانتظامی کی بناء پر 2018ء سے 2022ء کے درمیان روپے کی قدر میں تقریباً 61 فیصد کمی واقع ہوئی جو ڈالر کے مقابلے میں 115 روپے سے 189 روپے تک پہنچ گیا اور بدانتظامی کے آفٹر شاکس کی وجہ سے 200 کی حد بھی پار کر گیا۔ مگر ہم نے کرنسی کو استحکام دینے کے لیے تمام ضروری اقدامات کیے ہیں اور امید ہے کہ انشاء اللہ اب ہمارا روپیہ مستحکم رہے گا۔

بجٹ ویژن اور اقتصادی ترجیحات:

جناب سپیکر!

17- بجٹ کی تفصیل میں جانے سے پہلے میں حکومت کی سوچ اور ترجیحات پر بات کرنا چاہوں گا۔

18- وزیراعظم چاہتے ہیں کہ اس مشکل گھڑی میں عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دیا جائے بالخصوص وہ غریب عوام جو مہنگائی کے اس طوفان سے لڑنے کی سکت نہیں رکھتے۔ اس مقصد کے لیے حکومت نے امداد اور سبسڈی کے لیے کئی اقدامات کئے ہیں لیکن ایسا مستقل بنیادوں پر کرنے کے لیے ہمیں ذرائع فراہم کرنا ہوں گے۔ اس مقصد کے لیے یہی طریقہ ہے کہ higher income earnings پر سپیشل ٹیکس لگایا جائے اور اس طرح دولت کا رخ غریب عوام کی طرف موڑا جائے۔ اس مقصد کے لیے آمدن پر ٹیکس یا ایسی اشیاء پر ٹیکس لگائے جائیں جو زیادہ آمدن والے افراد استعمال کرتے ہیں اور متوسط طبقہ اور غریب عوام کم استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!

19- ہماری حکومت کی بجٹ فلاسفی یہ ہے کہ ہم ایک طرف زرعی پیداوار میں اضافہ کریں گے تاکہ نہ صرف قابل کاشت رقبہ بڑھے بلکہ فی ایکڑ پیداوار میں بھی اضافہ ہو۔ خاص طور پر خوردنی تیل پیدا کرنے والی فصلوں مثلاً مکئی، سورج مکھی اور کینولا کی کاشت میں اضافہ کیا جائے گا تاکہ زرعی درآمدات میں کمی آئے اور جاری اخراجات کے خسارے میں بھی کمی لائی جاسکے۔ دوسری طرف ہم ایسی صنعتوں کو ترقی دیں گے جن کی پیداوار برآمد کی جاسکے۔ اس طرح ہمیں قیمتی زرِمبادلہ حاصل ہوگا اور بیرونی ادائیگیوں کے توازن (Balance of Payments) کو پائیدار بنیادوں پر درست کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر!

20- نئے محصولات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو محصولات اس وقت وصول کئے جا رہے ہیں ان کے انتظام اور مینجمنٹ کو بہتر بنایا جائے۔ اگر محصولات میں چوری کو ختم کر دیا جائے جو

گزشتہ پونے چار سالوں میں بڑھ گئی تھی تو خاطر خواہ حد تک اضافی وصولی ہوسکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم non tax revenue بڑھانے کے لیے بھی کوشاں ہیں۔

کفایت شعاری کے لیے اقدامات:

جناب سپیکر!

21- کفایت شعاری ہماری حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ حکومتی اخراجات میں کمی اس بجٹ کا حصہ ہے۔ ہم اس سلسلہ میں ٹھوس اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ صرف زبانی جمع خرچ نہیں کررہے۔ گاڑیوں کی خرید پر مکمل پابندی ہوگی، ترقیاتی پراجیکٹ کے علاوہ فرنیچر وغیرہ کی خرید پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ کابینہ اور سرکاری اہلکاروں کی پٹرول کی حد کو 40 فیصد کم کیا جائے گا۔ حکومت کے خرچ پر لازمی بیرونی دوروں کے علاوہ تمام دوروں پر پابندی ہوگی۔

جناب سپیکر!

22- بجٹ میں پنشن کی مد میں اگلے مالی سال میں 530 ارب روپے کا تخمینہ ہے۔ دیگر ممالک کی طرح ہم پنشن فنڈ قائم کر رہے ہیں جس کے لیے رقوم جاری کر دی گئی ہیں۔

Macro-economic Framework:

23- وزیراعظم کے ویژن کے مطابق معیشت کو ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کے لیے ہماری ٹیم نے Medium term macro economic framework وضع کیا ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اس کے ذریعے معیشت صحیح رخ اختیار کرنے میں کامیاب ہوگی۔

24- ہمارے لیے بڑا چیلنج کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کے بغیر growth حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا اگلے سال توازن کو خراب کیے بغیر کم از کم 5 فیصد growth حاصل کی جائے گی۔ اس طرح GDP کو 67 کھرب روپے سے بڑھا کر اگلے مالی سال کے دوران 78.3 کھرب روپے تک پہنچایا جائے گا۔

25- **افراطِ زر:** اس وقت افراط زر 11.7 فیصد ہے جو کہ گزشتہ دس برسوں کے مقابلے میں سب سے بلند سطح پر ہے۔ حکومت کو ادراک ہے کہ غریب آدمی مہنگائی کی چکی میں پس رہا ہے۔ ہم

monetory policy اور fiscal policy کو بہتر بناتے ہوئے مہنگائی کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگلے مالی سال میں افراطِ زر میں کمی کر کے 11.5 فیصد پر لایا جائے گا۔

26- **ایف بی آر ٹیکسز:** Emerging Market ممالک میں ٹیکس کی شرح جی ڈی پی کا تقریباً 16 فیصد ہے مگر پاکستان میں اس وقت یہ شرح 8.6 فیصد ہے۔ اگلے مالی سال کے دوران یہ شرح 9.2 فیصد تک لے جانے کی تجویز ہے۔2017-18ء میں ہم یہ شرح 11.1 فیصد پر چھوڑ کر گئے تھے۔

27- **مجموعی خسارہ:** مجموعی خسارہ جو اس سال جی ڈی پی کا 8.6 فیصد ہے، اس میں بتدریج کمی لائی جائے گی۔ اگلے مالی سال کے دوران اس میں کمی لا کر 4.9 فیصد تک کیا جائے گا۔ اسی طرح مجموعی پرائمری بیلنس، جو جی ڈی پی کا منفی 2.4 فیصد ہے اس میں بہتری لا کر اگلے مالی سال میں اس کو مثبت 0.19 فیصد پر لایا جائے گا۔

28- **تجارتی خسارہ:** ہماری حکومت برآمدات میں اضافے کے لیے اہم اقدامات اٹھا رہی ہے اور درآمدات کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ تجارتی توازن عمل میں لایا جائے اور ڈالر کی قیمتوں کا تعین خود بخود صحیح راستے پر گامزن ہو جائے۔ درآمدات جو اس وقت 76 ارب ڈالر تک expected ہیں، اگلے مالی سال ان میں کمی لا کر 70 ارب ڈالر کی سطح پر لائی جائیں گی۔ برآمدات اس وقت 31.3 ارب ڈالر ہیں۔ اگلے مالی سال ان کو 35 ارب ڈالر تک بڑھانے کے اقدامات کئے جائیں گے ان اقدامات سے کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس کو جی ڈی پی کے منفی 4.1 فیصد سے گھٹا کر اگلے مالی سال میں جی ڈی پی کے منفی 2.2 فیصد پر لایا جائے گا۔

29- **ترسیلاتِ زر (Remittances):** رواں سال ترسیلاتِ زر 31.1 ارب ڈالر ریکارڈ ہوں گی۔ اگلے مالی سال میں ترسیلاتِ زر 33.2 ارب ڈالر تک بڑھنے کی توقع ہے۔

30- **قومی قرضہ:** اس سال Interest Payment میں کل اخراجات 3,144 ارب روپے ہوں گے۔جس میں domestic interest payment 2,770 ارب روپے اور

external interest payment 373 ارب روپے ہونے کا تخمینہ ہے جبکہ اگلے سال اس مد میں کل ادائیگی 3,950 ارب روپے ہونے کا تخمینہ ہے جس میں سے 3,439 ارب اندرونی اور 511 ارب روپے غیر ملکی قرضوں پر خرچ ہوں گے۔

-31 public debt جو کہ 2017-18 میں 25,000 ارب روپے تھا۔ مارچ 2022ء میں 44,365 ارب روپے تک پہنچ گیا جو جی ڈی پی کا 72.5 فیصد ہے۔ ہم نے مالی سال کے آخری دو ماہ میں اخراجات میں کمی کے ذریعے قرض میں اضافے کی رفتار کو کم کیا ہے۔ قانون کے مطابق حکومت کے قرض لینے کی حد جی ڈی پی کا 60 فیصد مقرر کی گئی ہے۔

-32 FRDLA 2005 میں ترمیم کے ذریعے وزارت خزانہ کے Debt Management Office کو ماہرین فراہم کیے جائیں گے۔ فرائض کی بجاآوری کے لیے اس کے مینڈیٹ اور اختیارات میں خاطر خواہ اضافہ کیا جا رہا ہے تاکہ قرضوں کا انتظام موزوں بنیادوں پر استوار کیا جاسکے۔ یہاں پر میں ایوان کو آگاہ کرنا چاہوں گا کہ سابقہ حکومت نے debt کی re-profiling کرتے وقت 2029ء میں 5,400 ارب یعنی 5 لاکھ 40 ہزار کروڑ روپے ایک ساتھ ادا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ تصور تو کیجیے، کیا پوری Domestic money market ایک ہی بار اتنی بڑی رقم کا بندوبست کرسکتی ہے؟ بالکل نہیں۔ ہم اس بہت بڑی قرض ادائیگی کی رقم کو ٹکڑوں میں بانٹ کر حکومت اور مقامی مارکیٹ کے لیے قابل ادائیگی بنا رہے ہیں۔

بجٹ اقدامات

جناب اسپیکر!

-33 budgetry allocations کی چیدہ چیدہ باتیں بتانے سے پہلے میں آپ کو revenue اور expenditure کا overview پیش کرتا ہوں۔

اب میں بجٹ کے کچھ خصوصی اقدامات بیان کرتا ہوں۔

☆ رواں مالی سال میں FBR کے ریونیو 6,000 ارب روپے ہوں گے جس میں سے صوبوں کا حصہ 3,512 ارب روپے رہا۔ وفاق کا نیٹ ریونیو 3,803

ارب رہا۔ وفاقی حکومت کا نان ٹیکس ریونیو 1,315 ارب روپے ہونے کی توقع ہے۔ کل اخراجات 9,118 ارب روپے ہوں گے۔ PSDP کے اخراجات 550 ارب روپے ہوں گے۔ Debt Servicing کی مد میں 3,144 ارب روپے خرچ ہوں گے۔

☆ ڈیفنس پر 1,450 ارب روپے خرچ ہوں گے۔ فیڈرل گورنمنٹ کے اخراجات 530 ارب، پنشن پر 525 ارب روپے اور سبسڈیز کی مد میں 1,515 ارب روپے خرچ ہوں گے اور گرانٹ کی مد میں 1,090 ارب روپے خرچ ہوئے۔

☆ اگلے سال FBR کے ریونیوز کا تخمینہ 7,004 ارب روپے ہے جس میں سے صوبوں کا حصہ 4,100 ارب روپے ہوگا۔ وفاقی حکومت کے پاس نیٹ ریونیو 4,904 ارب روپے ہوگا۔ جبکہ نان ٹیکس ریونیوز میں 2,000 ارب روپے ہوں گے۔

☆ وفاقی حکومت کے کل اخراجات کا تخمینہ 9,502 ارب روپے ہے جس میں سے Debt Servicing پر 3,950 ارب روپے خرچ ہوں گے اور اگلے سال PSDP کے لیے 800 ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ ملکی دفاع کے لیے 1,523 ارب روپے، سول انتظامیہ کے اخراجات کیلئے 550 ارب روپے ہوں گے۔ پنشن کی مد میں 530 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ عوام کی سہولت کے لیے ٹارگٹڈ سبسڈیز 699 ارب روپے رکھی گئی ہیں اور گرانٹ کی صورت میں 1,242 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ جس میں BISP، بیت المال اور دیگر محکموں کی گرانٹس شامل ہیں۔

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام:

34- اب میں اپنے پسماندہ اور غریب بہنوں اور بھائیوں کے لیے کئے جانے والے اقدامات کا

ذکر کرتا ہوں۔ ان کے لیے ہم نے بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام کی مختص رقم میں اضافہ کیا ہے جو 22-2021ء میں 250 ارب روپے تھی۔ 23-2022ء کے بجٹ میں یہ رقم بڑھا کر 364 ارب روپے کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 12 ارب روپے کی رقم یوٹیلیٹی سٹور کارپوریشن پر اشیاء کی سبسڈی کے لیے مختص کی گئی ہے۔ 5 ارب روپے کی اضافی رقم رمضان پیکیج کے طور پر رکھی گئی ہے۔

35- اگلے مالی سال میں BISP کے تحت 90 لاکھ خاندانوں کو بے نظیر کفالت کیش ٹرانسفر پروگرام کی سہولت میسر ہو گی۔ جس کے لیے 266 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

36- بے نظیر تعلیمی وظائف پروگرام کا دائرہ ایک کروڑ بچوں تک بڑھایا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے 35 ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے۔

37- دس ہزار مزید طالبعلموں کو بے نظیرانڈر گریجویٹ سکالر شپ دیا جائے گا، جس کے لیے 9 ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے۔

38- بے نظیر نشوونما پروگرام تمام اضلاع تک بڑھا دیا جائے گا۔ جس پر تقریباً 21.5 ارب روپے کی لاگت آئے گی۔

39- اس کے علاوہ 6 ارب روپے مستحق افراد کے علاج اور امداد کے لیے پاکستان بیت المال میں رکھے گئے ہیں۔

توانائی:

جناب اسپیکر!

40- عوام اور صنعت وتجارت کے لیے توانائی کلیدی اہمیت رکھتی ہے۔ ان شعبوں اور عوام کے لیے ہم نے اپنے پہلے تین مہینوں کے دوران 214 ارب روپے اضافی سبسڈی ادا کی ہے تا کہ سابقہ حکومت کے دور کے بقایا جات کے بوجھ میں کمی لائی جا سکے۔ اگلے مالی سال کے دوران اس مد میں 570 ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے تا کہ گرمی کے سخت موسم کے دوران عوام بجلی کا خرچ برداشت کر سکیں۔

41- پٹرولیم کے شعبے میں ہم نے بقایا جات کی ادائیگی کے لیے 248 ارب روپے کی رقم کا

اجراء کیا ہے اور اگلے مالی سال کے لیے 71 ارب روپے مہیا کیے ہیں۔ ہم جلد گیس کے نئے نرخوں کا اعلان کریں گے جس کے تحت صنعتوں کو علاقے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں competetive rates پر گیس کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا جس سے ملکی برآمدات میں اضافہ ہوگا۔

تعلیم:

جناب اسپیکر!

42- کئی مالی مجبوریوں اور اس حقیقت کے باوجود بھی کہ یہ شعبہ اب صوبوں کو منتقل کر دیا گیا ہے ہم نے ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کے لیے Current Budget میں 65 ارب روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس کے علاوہ 44 ارب روپے HEC کی ترقیاتی سکیموں کے لیے رکھے گئے ہیں۔ جو پچھلے سال کے مقابلے میں 67 فیصد زائد ہیں جو نوجوان نسل کے ساتھ ہماری committment کا ثبوت ہیں۔ ہم صوبوں کو قائل کر رہے ہیں کہ وہ آئندہ سالوں کے دوران اعلیٰ تعلیم کے شعبے کی ترقی کے لیے زیادہ سے زیادہ ذمہ داری نبھائیں۔

43- HEC کے بجٹ میں بلوچستان اور ضم شدہ اضلاع کے لیے 5,000 وظائف شامل ہیں۔ بلوچستان کے ساحلی علاقوں کے لیے الگ سے سکالرشپ سکیم شامل ہے۔ ملک بھر میں طلباء کو ایک لاکھ لیپ ٹاپ آسان اقساط پر فراہم کئے جائیں گے۔ انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو upgrade کرنے کی غرض سے state of the art equipment مہیا کرنے کے لیے بھی فنڈز رکھے گئے ہیں۔

زراعت اور فوڈ سیکیورٹی:

جناب اسپیکر!

44- زراعت وطن عزیز کی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ دیگر اقدامات کے علاوہ ہم نے فصلوں اور مویشیوں کی پیداوار بڑھانے کے لیے 21 ارب روپے رکھے ہیں تاکہ پیداوار بڑھائی جا سکے۔ وزارت برائے فوڈ سیکیورٹی نے پلاننگ کمیشن اور صوبوں کے تعاون

سے ایک تین سالہ growth strategy ترتیب دی ہے۔ اس حکمت عملی کا مقصد پیداوار میں اضافہ کرنا، کسان کو خوشحال کرنا، موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کا مقابلہ کرنا، smart زراعت کا فروغ، خود انحصاری، Value addition اور Agro processing ہے۔

نوجوانوں کے لیے اقدام:

جناب سپیکر!

45- نوجوان ملکِ خداداد کا اہم سرمایہ ہیں۔ نیشنل یوتھ کمیشن کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ نوجوانوں کے لیے مختلف اسکیمیں رکھی گئی ہیں۔ فارغ التحصیل نوجوانوں کا ملکی ترقی میں کردار بڑھانے کے لیے ایک مربوط نظام لایا جا رہا ہے۔ "Youth employment policy" کے تحت بیس لاکھ سے زائد روزگار کے مواقع تک نوجوانوں کی رسائی یقینی بنائی جائے گی۔ نوجوانوں میں کاروبار کے فروغ کے لیے پانچ لاکھ تک بلا سود قرضے اور ڈھائی کروڑ تک آسان شرائط پر قرضے دیئے جانے کی اسکیم کا اجراء بھی کیا جائے گا۔ قرضہ اسکیم میں خواتین کا کوٹہ 25 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ نوجوان خواتین کی معاشی خودمختاری کو یقینی بنانے کے لیے خواتین کو ''ہائی ٹیک اور دیگر اسکلز'' میں ترجیحی بنیادوں پر تربیت فراہم کی جائے گی۔ ملک بھر میں ''یوتھ ڈویلپمنٹ سنٹر'' قائم کیے جائیں گے۔

46- ان سنٹرز کے ذریعے نوجوان ایک "integrated job Portal " تک رسائی اور اس سے متعلق رہنمائی حاصل کرسکیں گے۔ ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور نوجوانوں کی مثبت سرگرمیوں کو مربوط کرتے ہوئے ''گرین یوتھ موومنٹ'' کا آغاز کیا جائے گا۔ میرٹ کی بنیاد پر مفت لیپ ٹاپ دینے، ہر کسی کو قسطوں میں لیپ ٹاپ دینے اور 250 منی اسپورٹس اسٹیڈیم بنانے کے لیے رقم رکھی جائے گی۔ نوجوانوں کی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی کے لیے "Innovation League" کا بھی آغاز کیا جائے گا۔ گیارہ سے پچیس سال کی عمر کے نوجوانوں کے لیے ''ٹیلنٹ ہنٹ اور اسپورٹس ڈرائیو'' پروگرام بھی تشکیل دیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر!

صنعت و تجارت

47- صنعت کسی بھی ملک کے لیے نہایت ضروری ہے۔ کارخانوں میں بنی ہوئی اشیاء نہ صرف برآمد کی جاتی ہیں بلکہ ملکی ضروریات بھی پوری کرتی ہیں اور لاکھوں لوگوں کے لیے روزگار کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اِن کی اہمیت کے پیشِ نظر وزارت صنعت و پیداوار نے ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے صنعتی پالیسی پر کام شرع کر دیا ہے۔

48- پچھلے تین سال سے ایکسپورٹرز کو DLTL کے بقایا جات کی ادائیگی بہت سست رفتار رہی ہے۔ وزیراعظم نے ہدایت کی ہے کہ ایکسپورٹرز کے تمام کلیم فوری طور پر ادا کیے جائیں۔ اس وقت اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے تصدیق شدہ 40.5 ارب روپے واجب الادا ہیں۔ہم یہ رقم فوری طور پر ادا کر رہے ہیں۔ اسی طرح مالی مشکلات کے باوجود سیلز ٹیکس کے ری فنڈز کی بھی فوری ادائیگی کی جا رہی ہے۔ صنعت کاروں کو مسلسل بجلی فراہم کرنے کے لیے Industrial feeders کو لوڈشیڈنگ سے مستثنیٰ کیا جائے گا۔

سرمایہ کاری:

49- ملک میں سرمایہ کاری کے فروغ کے لیے ایک نئی حکمت عملی پر کام کیا جا رہا ہے جس کے تحت سرمایہ کار دوست ماحول پیدا کیا جائے گا اور پیچیدہ طریقہ کار کا خاتمہ ہوگا۔ ہماری حکومت عام شہریوں اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے Dispute Resolution Mechanism میں اصلاحات لائے گی۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ یہ نظام سستا، سادہ اور مؤثر ہو۔

50- اس سلسلہ میں International best practices کو اپنایا جائے گا جس میں تنازعات کے متبادل حل کا نظام بھی شامل ہوگا۔ یہ اصلاحات اعلیٰ عدالتوں کی مشاورت سے لائی جائیں گی تاکہ ان پر بروقت عمل کروایا جاسکے۔

51- سابقہ حکومت نے ایک بھی نیا سپیشل اکنامک زون نہیں بنایا۔ 2018ء تک CPEC کے تحت انفراسٹرکچر کا بہت سا کام مکمل کیا جا چکا تھا اور اب اس کو معیشت کے لیے بروئے کار لانا

ضروری ہے۔ چین کی حکومت کے ساتھ یہ طے پایا تھا کہ CPEC کے روٹ پر 9 سپیشل اکنامک زون بنائے جائیں گے جن پر چین اور دیگر ممالک کے سرمایہ کاروں کو کارخانے لگانے کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ تاہم گذشتہ حکومت نے اس کام کی رفتار میں بہت سی رکاوٹیں کھڑی کیں اور ابھی تک ایک بھی سپیشل اکنامک زون operational نہیں ہو سکا۔

52- وزیراعظم شہباز شریف نے ہدایت کی ہے کہ خیبر پختونخواہ میں رشکئی، پنجاب میں لاہور اور سندھ میں دھابے جی کے مقام پر سپیشل اکنامک زون کو فوراً بجلی اور گیس فراہم کر کے اولین فرصت میں چالو کیا جائیگا۔

ثقافت اور فلم انڈسٹری کا فروغ:

53۔ سیاحت میں اضافے، معاشرتی و سماجی تنوع، عالمی سطح پر پاکستان کی ثقافت اور تشخص میں بہتری لانے کے لیے فلم و ثقافت، ورثہ، ڈرامہ اور فنون لطیفہ کا فروغ لازم ہے۔ 2018ء میں ملکی تاریخ میں پہلی ''فلم اور کلچر پالیسی'' ہمارے دور میں کابینہ نے منظور کی تھی۔ بدقسمتی سے گزشتہ چار سال اس پر عمل ہوا نہ ہی یہ عمل آگے بڑھ سکا۔ 2018ء کی فلم و کلچر پالیسی پر عمل درآمد کا آغاز کرتے ہوئے فلم کو صنعت کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ 1 ارب سالانہ کی لاگت سے ''بائنڈنگ فلم فنانس فنڈ'' قائم کرنے کے ساتھ فنکاروں کے لیے ''میڈیکل انشورنس پالیسی'' شروع کی جا رہی ہے۔

54- فلم سازوں کو پانچ سال کا ٹیکس ہالیڈے، نئے سینما گھروں، پروڈکشن ہاوسز، فلم میوزیمز کے قیام پر پانچ سال کا انکم ٹیکس اور دس سال کے لیے فلم اور ڈرامہ کی ایکسپورٹ پر ٹیکس ری بیٹ جبکہ سینما اور پروڈیوسرز کی آمدن کو انکم ٹیکس سے استثنٰی دیا جا رہا ہے۔ ایک ارب روپے کی لاگت سے ''نیشنل فلم انسٹی ٹیوٹ'' اور ''پوسٹ فلم پروڈکشن فسیلٹی'' کے علاوہ ''نیشنل فلم سٹوڈیو'' کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ سینما، پروڈکشن ہاوسز، فلم میوزیمز، پوسٹ پروڈکشن فسیلٹی کو ''سی ایس آر'' کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ غیر ملکی فلم سازوں کو مقامی سطح پر فلم اور ڈرامہ کے مشترکہ منصوبوں پر ری بیٹ دے رہے ہیں۔ ان پر 70 فیصد مواد کی پاکستان میں شوٹنگ کی شرط لاگو ہوگی تا کہ مختلف علاقوں کی

مارکیٹنگ سے سیاحت و ثقافت پھلے پھولے، روزگار، نوجوانوں کی ہنر مندی سمیت کاروباری سرگرمیاں فروغ پائیں۔

55- ڈسٹری بیوٹرز اور پروڈیوسرز پر عائد 8 فیصد ''ود ہولڈنگ ٹیکس'' ختم کیا جا رہا ہے۔فلم اور ڈراموں کے لیے مشینری، آلات اور سازو سامان کی امپورٹ پر کسٹم ڈیوٹی سے پانچ سال کا استثنیٰ ہوگا۔ فنانس بل 2022ء کے ذریعے کسٹم ایکٹ 1969ء، فنانس بل 2018ء میں ترمیم کر کے نئی فلم، ڈراموں کے لیے آلات منگوانے پر سیلز ٹیکس صفر اور انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی ختم کی جا رہی ہے۔ ان اقدامات سے ملکی فلمی صنعت بحال جبکہ دنیا کے ساتھ پاکستان کے ابلاغ کا منقطع سلسلہ پھر سے بحال ہوگا۔ نئے ٹیلنٹ کی حوصلہ افزائی کی خاطر نوجوانوں کوفلم انڈسٹری میں کام کرنے کے مواقع ملیں گے۔

پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام

جناب اسپیکر!

56۔ وفاقی ترقیاتی پروگرام کے لیے 800 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ 2017-18 میں ہم وفاقی ترقیاتی بجٹ 1,000 ارب روپے پر چھوڑ کر گئے تھے۔ اب جو ہم نے حکومت سنبھالی ہے تو یہ تقریباً آدھا رہ گیا ہے۔

57۔ وفاقی حکومت کو اپنی آمدن سے ایسا انفراسٹرکچر بنانا چاہیے جو ملک بھر کے کام آئے۔ ان لوگوں نے غفلت اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گوادر کی بندرگاہ پر کام بند کر دیا۔ گوادر جو اس علاقے کی سب سے گہرے پانیوں کی بندرگاہ ہے اس وقت ریت اور گارے سے اٹی پڑی ہے۔

58۔ پی ٹی آئی حکومت نے میرے قائد محمد نواز شریف کے ملک بھر میں موٹروے کا جال بچھانے کے وژن کو بھی نقصان پہنچایا اور دانستہ طور پر چین کی سرحد سے کراچی اور گوادر تک موٹروے کے روٹ کو جگہ جگہ سے نامکمل رکھا تاکہ ترقی کا یہ راستہ کہیں پاکستان میں خوشحالی نہ لے آئے۔ اسی طرح انہوں نے پاکستان بھر کو آپس میں ملانے والی ریلوے ML-1 کو جدید بنانے کے لیے محمد

نواز شریف کے خواب کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹیں کھڑی کیں اور پاکستان کو جدید بنانے کے اس اہم منصوبے کو شروع ہی نہیں ہونے دیا۔ پونے چار سال تک عمران خان بس باتیں کرتے رہے اور کچھ کام نہیں کیا اور اس طرح قوم کا انتہائی اہم وقت ضائع کر کے دوبارہ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر بنی گالہ چلے گئے۔ میں انہیں کہوں گا کہ

تمہاری تو فقط باتیں ہیں ہم نے کام کرنا ہے
نہ بھولو فرق جو ہے کہنے والے، کرنے والے میں

59۔ اب میں ترقیاتی پرگرام کی ترجیحات گوش گزار کرتا ہوں:

1۔ ہم جاری منصوبوں کو مکمل کرنے پر توجہ دیں گے تاکہ ان پر لگائی گئی رقمیں ضائع نہ جائیں۔

2۔ آبادی کم ہونے کے باوجود سب سے زیادہ رقم بلوچستان کی ترقی پر خرچ کی جا رہی ہے تاکہ بلوچستان کو ملک کے باقی حصوں کے برابر لایا جا سکے۔

3- صوبوں اور خصوصی علاقہ جات (آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان) کے لیے PSDP میں رقم بڑھا کر 136 ارب روپے کر دی گئی ہے۔

4۔ پانی کا ذخیرہ کرنے والے ڈیم ہماری سب سے بڑی ترجیح ہیں۔ وزیراعظم شہباز شریف کے حکم کے مطابق مہمند ڈیم اور دیامیر بھاشا ڈیم کو وقت سے پہلے مکمل کرنے کے لیے اضافی رقوم مختص کی گئی ہیں۔

5۔ چین کی سرحد سے دونوں بندرگاہوں کو ملانے والی شاہراہوں کے سلسلے کو مکمل کیا جائے گا۔

6۔ CPEC کے تحت انفراسٹرکچر اور اقتصادی زونز کے منصوبوں میں تیزی لا کر قومی ترقی کی رفتار بڑھانے اور برآمدات میں اضافہ کرنے پر توجہ دی جائے گی۔

Infrastructure:

60۔ ہمیشہ کی طرح ملکی ضروریات کے مطابق infrastructure کی ترقی ہماری ترجیح ہے۔

مجموعی طور پر اس کے لیے 395 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

توانائی / بجلی:

1- بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کو بہتر بنانا حکومت کی ترجیح ہے۔ بجلی کے شعبے کے لیے 73 ارب روپے کی رقم مہیا کی گئی ہے، جس میں سے12 ارب روپے وزیراعظم کے اعلان کے مطابق مہمند ڈیم کی جلد تکمیل کے لیے خرچ کی جائے گی۔ پانی کا یہ ذخیرہ زراعت کے لیے بھی استعمال کیا جائے گا۔ اس منصوبے کی جلد تکمیل سے کسانوں کو فائدہ پہنچے گا۔

آبی وسائل:

2- توانائی سے منسلک شعبہ آبی وسائل ہے۔ بڑے کثیر المقاصد ڈیموں خاص طور پر دیامر بھاشا، مہمند، داسو، نئی گاج ڈیم، اور کمانڈ ایریا پراجیکٹس کے لیے بجٹ میں100 ارب روپے کی رقم شامل کی گئی ہے۔ جبکہ چھوٹے ڈیموں، نکاسیٔ آب کی سکیموں، کم ترقی یافتہ اضلاع کو ترجیح دی گئی ہے۔ توانائی اور آبی وسائل کے پراجیکٹ ایک دوسرے سے منسلک ہیں جن کے لیے کل 183 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

ٹرانسپورٹ اور مواصلات:

3- شاہراہوں اور بندرگاہوں کیلئے 202 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ عوام کو مواصلات کی سہولیات سے نہ صرف صنعت و تجارت کو ترقی ملتی ہے اور کسان کو منڈیوں تک رسائی ملتی ہے بلکہ لاکھوں لوگوں کو روزگار بھی مہیا ہوتا ہے۔ یہ ماضی میں ہمارا طرۂ امتیاز رہا ہے کہ ہم نے موٹرویز شروع کیں، ان کی تکمیل کی اور آج یہ موٹرویز لاکھوں لوگ روزانہ کی بنیاد پر استعمال کر رہے ہیں۔ حکومتی سرمایہ کاری کے علاوہ ہم شاہراہوں کی تعمیر کے لیے غیر سرکاری سرمایہ بھی استعمال کر رہے ہیں۔ نجی شعبے کے اشتراک سے شاہراہیں تعمیر کرنے کو مزید فروغ دیا جائے گا۔

جناب اسپیکر!

سوشل سیکٹر:

4۔ پاکستان SDGs کا signatory ہے اور SDGs کے اہداف حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ اس پروگرام میں عوام کو براہ راست شہری سہولیات دی جا رہی ہیں۔ عوام کی زندگی آسان بنانے اور under priviledged عوام کی خدمت کے لیے 70 ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سماجی شعبہ میں متعدد دوسری سکیموں کے لیے 40 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

تعلیم و نوجوانوں کے لیے پروگرام:

5- ہماری حکومت نے جاری پراجیکٹس کی تکمیل کو ترجیح دی ہے۔ بجٹ میں اعلیٰ تعلیم کے منصوبوں کے لیے 51 ارب روپے کی رقم رکھنے کی تجویز ہے۔

صحت:

6- عوام کو صحت کی بہتر خدمات کی فراہمی، متعدی بیماریوں کا سدباب اور ان پر قابو پانے، طبی آلات کی فراہمی، ویکسینیشن اور صحت کے اداروں کی صلاحیت کار میں اضافہ کے لیے 24 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

ماحولیاتی تبدیلی:

7۔ اس مشکل وقت میں بھی ہم ماحولیاتی تبدیلی کی اہمیت سے غافل نہیں۔ اس سے نمٹنے کے لیے تقریباً 10 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں شجرکاری اور قدرتی ماحول بہتر بنانے کے دیگر منصوبے شامل ہیں۔

جناب اسپیکر!

سائنس و ٹیکنالوجی اور آئی ٹی:

8- حکومت نے IT کے شعبے میں تربیت دینے، نوجوانوں کو لیپ ٹاپ فراہم کرنے، نیٹ ورک بہتر بنانے اور IT برآمدات کو فروغ دینے کے لیے 17 ارب روپے

مختص کیے ہیں۔

زراعت اور فوڈ سیکورٹی:

-9 زرعی شعبے میں جدت اورمشینوں کا استعمال بڑھانے،لیزر سے زمین ہموار کرنے، آبپاشی میں جدت لانے، معیاری بیجوں کی فراہمی اور زرعی پیداوار کی برآمد کیلئے 11 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

صنعت و زرعی پیداور:

-10 سپیشل اکنامک زونز کے لیے ضروری انفراسٹرکچر اور سروسز فراہم کرنے کے لیے اقدامات اگلے سال کے منصوبہ جات میں شامل ہیں تاکہ ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں میں مارکیٹ شیئر کو بڑھایا جاسکے۔ اعلیٰ ٹیکنالوجی پر مبنی value added برآمدات، مؤثر مارکیٹنگ، معدنیات کے شعبے اور انڈسٹری کے دیگر شعبہ جات میں سرمایہ کاری کیلئے بجٹ میں 5 ارب روپے تجویز کیے گئے ہیں۔

حصہ دوم

ان لینڈ ریونیو

جناب اسپیکر!

61۔ اس سال کی ٹیکس پالیسی کے بنیادی اصول یہ ہیں:

1۔ Direct Taxes یعنی انکم ٹیکس اور کیپٹل ویلیو ٹیکس پر زیادہ انحصار۔

2۔ Non-Productive Assets پر ٹیکس کا نفاذ

3۔ Progressive Taxation کا فروغ

4۔ Productive Assets کی حفاظت اور

5۔ صاحب ثروت افراد پر ٹیکس کا نفاذ۔

جناب اسپیکر!

62۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ پاکستان میں سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول میسر نہیں اور نہ ہی ٹیکس کا موجودہ نظام انٹر پرینیور شپ (entrepreneurship) کی حوصلہ افزئی کرتا ہے۔ بلکہ یہ نئے کاروبار کی حوصلہ شکنی کرتا ہے جبکہ رئیل اسٹیٹ میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہ یقیناً ایک ناخوشگوار پہلو ہے اور یہ معاشی ترقی میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔

63۔ یہ رئیل اسٹیٹ کی قیمتوں میں مصنوعی اضافے کا سبب بنتا ہے جس سے رہائشی

سہولت متوسط طبقے اور عام آدمی کی پہنچ سے دور ہو جاتی ہے۔ اس Non-Productive سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی رقم ایک طرف مہنگائی کا سبب بنتی ہے تو دوسری طرف معاشرے میں بے چینی کا ذریعہ بنتی ہے۔ ہم رئیل اسٹیٹ سیکٹر کی حوصلہ شکنی نہیں کرنا چاہتے لیکن ہم اس شعبے کو ایسی سمت میں لے جانا چاہتے ہیں جہاں یہ شہروں کی ترقی کا انجن بن سکے۔ ہماری تجاویز کا مقصد Vertical Construction کے کلچر کو فروغ دینا ہے جو ساری دنیا میں رائج ہے۔ اس سے غیر تعمیر شدہ پلاٹوں میں Speculation پر مبنی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی جا سکے۔

64۔ یہ حکومت کاروبار دوست ماحول پیدا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، یہ بدقسمتی رہی ہے کہ انکم ٹیکس کی وصولی کا بڑا حصہ Withholding Tax پر مبنی ہے۔ دراصل ود ہولڈنگ ٹیکس کا نظام نہ صرف ٹیکس کے ڈھانچے میں بگاڑ پیدا کرتا ہے بلکہ کاروبار کرنے میں مشکلات کا سبب بنتا ہے۔ ہماری حکومت کا مقصد اس بگاڑ کا خاتمہ کرنا ہے۔ ہماری ترجیحات میں ودہولڈنگ ٹیکس کی تعداد کو کم کرنا، Final Taxes کو minimum tax میں تبدیل کرنا اور minimum tax کو adjustable tax میں بدلنا ہے۔

جناب اسپیکر!

65۔ اب میں انکم ٹیکس میں Relief Measures کے حوالے سے چند اہم تجاویز پیش کرتا ہوں۔

(i) تنخواہ دار افراد پر ٹیکس کی شرح

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے معاشرے میں تنخواہ دار طبقہ سب سے زیادہ معاشی مسائل میں جکڑا ہوا ہے مگر اس کے باوجود اسی طبقے پر ٹیکس کا اضافی بوجھ بھی ڈالا گیا

ہے، لہٰذا ہماری حکومت نے تنخواہ دار طبقے کی معاشی پریشانیوں کے ازالے کے لیے ٹیکس چھوٹ کی موجودہ حد لاکھ روپے سے بڑھا کر 12 لاکھ کرنے کی تجویز دی ہے۔ اس سے تنخواہ دار لوگوں کو فائدہ ہو گا جس سے ایک مثبت معاشی سائیکل پیدا ہوگا اور یہ رقم کاروبار میں اضافے کا سبب بنے گی۔ مزید برآں اس سے تنخواہ دار افراد کی Disposable Income میں اضافہ ہوگا اور مستقبل میں زیادہ ٹیکس محصولات کے ذریعے قومی معیشت کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

(ii) Business Individuals اور AOPs کے لئے ٹیکس کی شرح

مہنگائی کے پیشِ نظر Business individuals اور AOPs کے لیے چھوٹ کی بنیادی حد 4 لاکھ سے بڑھا کر 6 لاکھ کرنے کی تجویز ہے۔

(iii) بہبود سرٹیفکیٹس پر ٹیکس کی شرح

اس وقت بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس ، پنشنرز بینیفٹ اکاؤنٹ اور شہداء فیملی ویلفیئر اکاؤنٹ میں سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے منافع پر زیادہ سے زیادہ 10 فیصد ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ اِسے کم کر کے پنشنرز کو مزید ریلیف فراہم کرنے کے لئے 5 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

(iv) ریٹیلرز کے لئے فکسڈ ٹیکس کا نظام

چھوٹے ریٹیلرز کے لئے ایک fixed income and sales tax کا نظام تجویز کیا جارہا ہے جس میں ٹیکس کی وصولی بجلی کے بلوں کے ساتھ کی جائے گی۔ رجسٹریشن اور رپورٹنگ کا آسان نظام لایا جائے گا۔ جو retailers حضرات کے لیے بہت آسان ہو گا۔ یہ ٹیکس 3 ہزار سے 10 ہزار روپے تک ہو گا۔ یہ ایک final settlement ہو گی۔ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اس ٹیکس کی ادائیگی کے بعد

FBR آپ کو اس بارے میں کوئی سوال پوچھنے کا مجاز نہیں ہو گا۔

جناب اسپیکر!

(v) 100فیصد Initial Depreciation

صنعتی اداروں اور دیگر کاروبار کو پہلے سال میں 50 فیصد Initial Depreciation چارجز کو ایڈجسٹ کرنے کی اجازت ہے جو صنعتی اداروں کے لئے اضافی بوجھ اور مالی مشکلات کا باعث بن رہا ہے۔ لٰہذا میں Initial Depreciation کی مد میں پہلے سال 100 فیصد ایڈجسٹمنٹ کی اجازت دینے کی تجویز پیش کرتا ہوں۔

(vi) import Stage پر صنعتی اداروں سے وصول کیے گئے ٹیکس کی admissibility

جناب اسپیکر!

موجودہ ٹیکس نظام میں خام مال کی درآمد پر وصول کیا گیا ایڈوانس انکم ٹیکس عام طور پر adjust نہیں کیا جاسکتا جس سے کاروباری طبقے کے working capital کو شدید نقصان پہنچتا ہے اور ان کا کاروبار بری طرح متاثر ہوتا ہے ۔ لٰہذا یہ تجویز دی جاتی ہے کہ درآمد کے وقت صنعتی اداروں سے حاصل ہونے والے تمام ٹیکسوں کوadjustable قرار دیا جائے ۔

جناب اسپیکر!

میں اب بجٹ کے عوام دوست نکات اور معیشت کے پیداواری (productive) شعبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے فروغ کے لیے تجاویز پیش کرتا ہوں۔ میری یہ

تجاویز غیر پیداواری (Non Productive) شعبوں میں ہونے والی سرمایہ کاری کو پیداواری (Productive) شعبوں کی طرف منتقل کرنے کی کاوش ہے۔

(VII) Deemed Rental Income پر ٹیکس

جناب اسپیکر!

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ صاحب حیثیت افراد کی دولت کا بڑا حصہ پاکستان کے رئیل اسٹیٹ سیکٹر میں موجود ہے۔ یہ دودھاری تلوار ہے۔ اس سے ایک طرف non-productive assets جمع ہوتے ہیں تو دوسری طرف غریب اور کم آمدنی والے طبقوں کے لئے مکانات کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔لہٰذا ہم اس عدم توازن کو درست کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

لہٰذا وہ تمام افراد جن کی ایک سے زائد immovable property پاکستان میں واقع ہے اور جس کی مالیت 25 ملین روپے سے زیادہ ہے۔اُس پر fair market value کے 5 فیصد کے برابر فرضی آمدن/کرایہ تصور کیا جائے گا جس کے نتیجے میں پراپرٹی کی fair market value کے 1 فیصد ٹیکس کی شرح موثر ہوگی۔ تاہم ہر کسی کا ایک عدد ذاتی رہائشی گھر اس ٹیکس سے مستثنیٰ ہو گا۔

(viii) immovable property کے لین دین پر ٹیکس

جناب اسپیکر!

موجودہ معاشی مشکلات صاحب حیثیت افراد سے جذبۂ ایثار و قربانی کا تقاضا کرتی ہیں اور ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب ثروت طبقہ آگے بڑھ کر قومی تعمیر و ترقی میں اپنا

بھر پور کردار ادا کرے۔ لہٰذا ہم ٹیکس کا ایک ایسا نظام وضع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جہاں تمام طبقات کے اثاثوں پر مساوی طریقے سے ٹیکس لگایا جائے۔ اب پاکستان میں واقع immovalbe property کے capital gain پرایک سال ہولڈنگ پیریڈ کی صورت میں 15 فیصد ٹیکس لاگوکرنے کی تجویز ہے جو ہر سال ڈھائی فیصد کی کمی کے ساتھ چھ سال کے ہولڈنگ پیریڈ (holding period) کی صورت میں صفر ہو جائے گا۔

مزید برآں فائلرز کے لئے پراپرٹی کی خرید وفروخت پر ایڈوانس ٹیکس کی شرح موجودہ شرح 1 فیصد سے بڑھا کر 2 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔ جبکہ non-filers کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے، پراپرٹی کے خریداروں کے لئے ایڈوانس ٹیکس کی شرح بڑھا کر 5 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

(ix) Higher Income Persons پر ٹیکس

جناب اسپیکر!

کون نہیں جانتا کہ پاکستان اس وقت سنگین معاشی حالات سے دوچار ہے۔ لہٰذا وقت کا اہم تقاضا ہے کہ صاحب جائیداد طبقہ آگے بڑھے اور اپنے وسائل اور آمدن کے مطابق اپنے حصے کا پورا ٹیکس ادا کرکے اہم قومی ذمہ داری نبھائے اور غریبوں کی دعائیں لے۔ وقت آن پہنچا ہے کہ ٹیکس کا بوجھ غریب سے امیر کی طرف منتقل کرنے کے لئے، تمام افراد بشمول companies اور AOPs جن کی سالانہ آمدن تین سوملین یا اُس سے زائد ہو اُن پر 2% ٹیکس ادا کرنے کی تجویز ہے۔

(x) لگژری گاڑیوں پر ایڈوانس ٹیکس

جناب اسپیکر!

صاحب حیثیت طبقے پر ٹیکس کا بوجھ منتقل کرنے کی ہماری اس پالیسی کے تسلسل میں 1600cc سے زیادہ کی موٹر گاڑیوں پر ایڈوانس ٹیکس بڑھانے کی تجویز ہے۔ مزید برآں الیکٹرک انجن کی صورت میں قیمت کے 2 فیصد کی شرح سے ایڈوانس ٹیکس بھی وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح نان فائلرز کے لئے ٹیکس کی شرح کو موجودہ 100 فیصد سے بڑھا کر 200 فیصد کیا جائے گا۔

(xi) Wind Fall Gain پر ٹیکس

جناب اسپیکر!

بینکنگ سیکٹر نے اعلیٰ شرح سود اور سرکاری سیکورٹیز میں محفوظ سرمایہ کاری کی وجہ سے غیر معمولی آمدن حاصل کی ہے۔ لہٰذا ٹیکس کی حقیقی صلاحیت کو حاصل کرنے کے لئے، بینکنگ کمپنیوں پر ٹیکس کی موجودہ شرح 39 فیصد سے بڑھا کر 42 فیصد کرنے کی تجویز ہے جس میں سپر ٹیکس بھی شامل ہے۔

اب قومی معیشت کو دستاویزی (Documented) بنانے کے لئے میں چند اہم تجاویز پیش کرتا ہوں۔

(xii) پاکستان میں ٹیکس ریذیڈنٹ بننے کا معیار

ٹیکس کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لئے رہائشی شخص (Resident person) کو متعین کرنے کے معیار میں ترمیم کی جارہی ہے۔ صاحب حیثیت افراد کی جانب سے موجودہ سسٹم کا ناجائز استعمال کیا جارہا ہے جس کے تحت وہ کسی بھی ملک کے ٹیکس ریذیڈنٹ نہیں ہیں لہٰذا

تجویز ہے کہ پاکستان کا کوئی بھی شہری جو کسی دوسرے ملک کا ٹیکس ریذیڈنٹ نہیں اسے پاکستان کا ٹیکس ریذیڈنٹ سمجھا جائے گا۔

(xiii) بین الاقوامی کارڈ کی ادائیگیوں پر ایڈوانس ٹیکس

کریڈٹ ، ڈیبٹ اور پری پیڈ کارڈز کے ذریعے پاکستان سے باہر رقم بھیجنے والے فائلرز کے لئے 1 فیصد اور نان فائلرز افراد سے 2 فیصد کی شرح سے ایڈوانس ودہولڈنگ ٹیکس وصول کیا جائیگا۔ تاہم یہ ٹیکس، واجب الادا ٹیکس کے خلاف adjustable ہوگا۔

سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز کے اقدامات

جناب اسپیکر!

66۔ Indirect ٹیکسوں کی وصولی میں ، ان لینڈ ریونیو نے ایف بی آر کے مجموعی ٹیکس محصولات میں صحت مند اضافہ کیا ہے۔

67۔ مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کی ضرورت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ حکومت وسیع تر قومی مفاد میں سخت فیصلے کرے اور وزیراعظم میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں حکومت نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایسے فیصلے لینے کی صلاحیت اور ارادہ رکھتی ہے۔ سیلز ٹیکس ریونیو دراصل قومی محصولات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن وزیراعظم کے وژن کے مطابق، موجودہ بجٹ کی تجاویز کا مقصد ان شعبوں پر ٹیکس لگانا ہے جو یا تو ٹیکس نیٹ سے باہر رہ گئے ہیں یا دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنی اصل صلاحیت کے مطابق ٹیکس ادا نہیں کر رہے۔

جناب اسپیکر!

68۔ جہاں حکومت، وزیراعظم پاکستان کے وژن کے مطابق ٹیکس بیس (Tax Base) کو وسیع کرکے اور ٹیکس نادہندہ شعبوں پر توجہ مرکوز کرکے محصولات میں اضافہ کرنا چاہتی ہے وہیں حکومت ٹیکسوں میں ریلیف کو بھی بڑھانا چاہتی ہے تاکہ ملک میں عام آدمی کو فائدہ پہنچ سکے۔

69۔ پاکستان توانائی کی شدید قلت کا شکار ہے۔ ایندھن کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں جس کی وجہ سے تھرمل انرجی مہنگی ہے۔renewable energy کو آگے بڑھانا ہی ممکنہ راستہ ہے۔ لہٰذا سولر پینلز کی درآمد اور مقامی سپلائی کو سیلز ٹیکس سے استثنیٰ دینے کی تجویز ہے۔ اس کے علاوہ 200 یونٹ سے کم بجلی استعمال کرنے والے صارفین کو سولر پینل کی خریداری پر بینکوں سے آسان اقساط پر قرضے دلائے جائیں گے۔ اس سے ماحول دوست طریقے سے بجلی پیدا کرنے کو فروغ حاصل ہوگا اور درآمد شدہ مہنگے تیل اور گیس کے استعمال میں کمی واقع ہوگی۔

70۔ زراعت کو آسان بنانے کے لئے ٹریکٹرز، زرعی آلات، گندم، مکئی، کینولا، سورج مکھی اور چاول سمیت مختلف اجناس کے بیجوں کی سپلائی پر سیلز ٹیکس واپس لینے کی تجویز ہے۔

71۔ خیراتی ہسپتال صحت کی سہولیات کی فراہمی میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ خیراتی ہسپتالوں کو درآمد /عطیات اور 50 یا اس سے زیادہ بستروں والے خیراتی / غیر منافع بخش ہسپتالوں کو بجلی سمیت مقامی سپلائیز پر مکمل چھوٹ دینے کی تجویز ہے۔

جناب اسپیکر!

72۔ tax payers کو سہولت فراہم کرنے کے لیے alternate dispute resolution کے میکانزم کے اندر بنیادی تبدیلیاں تجویز ہیں۔ جس کے مطابق اب tax payers

جن پر 10 کروڑ یا زیادہ کی ٹیکس ڈیمانڈ ہو وہ ADRC سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ نئے میکانزم کے تحت ٹیکس دہندہ ADRC میں اپنا نمائندہ اپنی مرضی سے نامزد کر سکتا ہے۔ دوسرا نمائندہ FBR کا آفیسر اور تیسرا نمائندہ tax payer اور FBR کی باہم رضا مندی سے نامزد ہو گا۔ اس میکانزم کی بدولت تین میں سے دو ممبران ٹیکس دہندہ کی مرضی سے نامزد ہوں گے۔ نا صرف question of fact بلکہ question of law بھی کمیٹی میں لائے جا سکتے ہیں۔ اور فیصلہ اتفاق رائے کی بجائے اکثریتِ رائے سے ہو گا۔ لہٰذا میں تمام ایسے ٹیکس دہندگان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس سہولت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ میں تمام کاروباری لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ عدالتوں میں سے اپنے مقدمے واپس لیں تو حکومت فوری طور پر اُن کے ساتھ ADRC کے ذریعے معاملات طے کر لے گی۔ اس طریقۂ کار کو اپنانے سے عدالتوں پر بوجھ کم ہو گا اور عوام کو سہولت میسر آئے گی۔

پاکستان کسٹمز

جنابِ اسپیکر!

73۔ اس بجٹ میں زراعت سے متعلق فارم میکانائزیشن اور لاجسٹکس کے لیے بہت سے امدادی اقدامات کیے گئے ہیں۔ زرعی شعبے اور ملک میں موجود کسان بھائیوں کو ریلیف دینے کے لیے زرعی مشینری پر کسٹم ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے جس میں آبپاشی، نکاسی آب، کاشتکاری، فصلوں کی کٹائی اور اس کی پروسیسنگ، گرین ہاؤس فارمنگ اور پودوں کو محفوظ بنانے کے آلات وغیرہ شامل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر زرعی صنعتوں کے ساز و سامان، مشینری اور زرعی شعبے پر قائم صنعتوں کے لئے بھی کسٹم ڈیوٹی ختم کی جا رہی ہے۔

جنابِ اسپیکر!

74۔ ملک میں صنعتی معیشت کو فروغ دینے اور مزید مضبوط بنانے کے لیے مختلف مینوفیکچرنگ سیکٹرز سے متعلق تقریباً400 ٹیرف ہیڈنگز پر کسٹمز ڈیوٹی، اضافی کسٹمز ڈیوٹی اور ریگولیٹری ڈیوٹی کو ریشنلائز (Rationalize) کیا گیا ہے۔

75۔ ملک میں ریگولیٹری ڈیوٹی نظام کا جائزہ لیا گیا ہے اور بہت سی اشیاء پر ریگولیٹری ڈیوٹی کو یا تو ختم کردیا گیا ہے یا کم کردیا گیا ہے۔ تاہم یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بہت سے معاملات میں ریگولیٹری ڈیوٹی اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ مقامی صنعتوں کو تحفظ دیا جاسکے۔

جنابِ اسپیکر!

76۔ چونکہ ٹیکسٹائل کا شعبہ ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اس پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، اس لیے اس شعبے کے دیرینہ مطالبے کو پورا کرتے ہوئے مصنوعی دھاگے پر ٹیرف کا ڈھانچہ ریشنلائز(Rationalize) کیا گیا ہے۔

77۔ فارماسیوٹیکل سیکٹر کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے 30 سے زیادہ ایکٹیو فارماسیوٹیکل انگریڈینٹس(Active pharmaceutical ingredients) کو کسٹم ڈیوٹی سے مکمل استثنیٰ دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ فرسٹ ایڈ بینڈیجز (First Aid Bandages)بنانے والی صنعت کے خام مال کو بھی کسٹم ڈیوٹی سے مزید استثنیٰ دیا گیا ہے تاکہ اس اہم میڈیکل آئٹم کی مقامی سطح پر پیداوار کی لاگت مزید کم ہوسکے۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے شعبوں میں بھی ٹیرف سے چھوٹ اور رعائتیں دی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر!

78۔ مندرجہ بالا تجاویز دراصل ملکی معیشت کو مضبوط اور مستحکم بنانے، ملک میں ایک شفاف اور مؤثر ٹیکس نظام رائج کرنے اور کاروبار میں آسانی اور ہر ممکن سہولت کو یقینی بنانے کے لئے پیش کی گئی ہے جن پر عمل در آمد کے ذریعے حکومت کے وژن کو عملی جامہ پہنانے کے عمل میں یقیناً معاونت ملے گی۔

79۔ ملک میں tax evasion کا تخمینہ 3 ہزار اروپے ہے۔ ٹیکس چوری کو روکنے کے لیے ایک جامع پروگرام وضع کیا جا رہا ہے جس کے ذریعے خاطر خواہ recovery ہو گی۔

حصہ سوم

ریلیف اقدامات

جناب اسپیکر!

80۔ ملک اس وقت شدید مالی بحران کا شکار ہے مگر پھر بھی ہمیں سرکاری ملازمین کی مشکلات کا احساس ہے۔ قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے لوگوں کی قوتِ خرید بہت متاثر ہوگئی ہے خاص طور پر تنخواہ دار طبقے کی لیکن ان شدید مالی مشکلات اور وسائل کی کمی کے باوجود سرکاری ملازمین کے لیے ریلیف اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر سرکاری ملازمین کی قوتِ خرید بہتر بنانے کے لیے تنخواہوں میں 10 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

اختتامی کلمات

جناب سپیکر!

81۔ سب جانتے ہیں کہ ملکی معیشت سخت دباؤ میں ہے۔مگر یہ بھی سب جانتے ہیں کہ ہم نے ہمیشہ قوم کی خدمت کو اپنی ترجیح سمجھا ہے۔ اس بھنور سے نکلنے کے لیےعوام کی نمائندہ اتحادی حکومت کسی بھی قربانی سے گریز نہیں کرے گی۔ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ عوام کی پرزور حمایت اور اللہ کے فضل وکرم سے ملکی معیشت کو اس بحران سے نکالیں گے۔ آخر میں میری پوری قوم سے اپیل ہے کہ ملک اس وقت جن حالات سے دوچار ہے ان کی اصلاح کے لیے ہم سب کو مل کر اپنی تمام تر توانائی اور توجہ ملکی ترقی پر مرکوز کرنی چاہیے۔ ہمیں ہم آہنگی اور بھرپور جذبے کے ساتھ کوشش کرنا ہوگی اور ثابت کرنا ہوگا کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں۔ بقول مصورِ پاکستان علامہ اقبال ؒ

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے
وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

پاکستان پائندہ باد۔

☆☆☆